بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم بدھ — قیمت فی پرچہ ۳۵ پیسے

جلد ۶۶/۳۱ | ۴ ذوالحج ۱۳۹۷ھ ۔ ۱۶ نبوت ۱۳۵۶ہش ۔ ۱۶ نومبر ۱۹۷۷ء | نمبر ۲۵۸

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۶ نبوت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت پہلے کی نسبت خدا کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل و کرم سے کامل و عاجل شفا عطا فرمائے، برکتوں سے معمور لمبی زندگی دے اور ہر طرح حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین ٭

جلسہ سالانہ کے اسٹیج ٹکٹ کے متعلق

— اعلان —

جلسہ سالانہ کے موقع پر جو دوست سٹیج ٹکٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی درخواست جملہ کوائف و وجہ استحقاق اور مقامی امیر یا پریذیڈنٹ جماعت کی سفارش کے ساتھ ۳۰ نومبر تک نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ بعد میں آنے والی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں کوئی خط و کتابت نہیں ہوتی اور نہ ہی درخواست بھجوانے والوں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ درخواست دینے والے احباب جلسہ پر تشریف لا کر خود دفتر سے دریافت فرما لیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ سے ملاقات کے متعلق ضروری اعلان

احبابِ جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی علالتِ طبع کی وجہ سے اس دفعہ جمعرات (۱۷ نومبر ۱۹۷۷ء) کو حضور سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اِستغفار کو توبہ پر تقدّم حاصل ہے

استغفار خدا سے حاصل کی جانے والی قوت ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے

"استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدّم حاصل ہے کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے۔ عادت اللہ یہی ہے کہ جب (انسان) اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دے گا پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا اور نیکیوں کو کرنے کے لئے اس میں ایک قوت پیدا ہو جائے گی جس کا نام توبوا الیہ ہے اِس لئے طبعی طور پر بھی یہی ترتیب ہے۔ غرض اس میں ایک طریق ہے جو سالکوں کے لئے رکھا ہے کہ سالک ہر حالت میں خدا سے استمداد چاہے۔ سالک جب تک اللہ تعالیٰ سے قوت نہ پائے گا کیا کر سکے گا۔ توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے۔ اگر استغفار نہ ہو تو یقیناً یاد رکھو کہ توبہ کی قوت مر جاتی ہے پھر اگر اس طرح پر استغفار کرو گے اور پھر توبہ کرو گے تو نتیجہ ہو گا یمتعکم متاعًا حسنًا الٰی اجل مسمّٰی۔ سُنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اگر استغفار اور توبہ کرو گے تو اپنے مراتب پا لو گے۔ ہر ایک جسم کے لئے ایک دائرہ ہے جس میں وہ مدارجِ ترقی کو حاصل کرتا ہے۔ ہر ایک آدمی نبی، رسول، صدّیق اور شہید نہیں ہو سکتا۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۶۸)

"وان استغفروا ربّکم ثمّ توبوا الیہ۔ یاد رکھو کہ دو چیزیں اِس اُمّت کو عطا فرمائی گئی ہیں ایک قوّت حاصل کرنے کے واسطے دوسری حاصل کردہ قوّت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے۔ قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۶۷)

"غفلت غیر معلوم اسباب سے ہے بعض وقت انسان نہیں جانتا اور یک دفعہ ہی زنگ اور تیرگی اس کے قلب پر آجاتی ہے اس کے لئے استغفار ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ زنگ اور تیرگی نہ آوے ۔۔۔ تمام انبیاء اس کے محتاج تھے جتنا کوئی استغفار کرتا ہے اتنا ہی معصوم ہوتا ہے۔ اصل معنے یہ ہیں کہ خدا نے اسے بچایا۔ معصوم کے معنے مستغفر کے ہیں۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
۱۶ ر نبوت ۱۳۵۶ ہش
۱۶ ر نومبر ۱۹۷۷ء

اعمال کو گھن کی طرح کھا جانے والی تین ۳ برائیاں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں ایسے لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کے نیک اعمال کا وہ بڑھ چڑھ کر بدلہ اور اجر عطا کرتا ہے وہاں ایسے لوگوں کا بھی اس نے بطور خاص ذکر کیا ہے کہ جن کے نیک اعمال نہ صرف یہ کہ ضائع جاتے ہیں اور انہیں کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا بلکہ وہ سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے آگاہ ہونا از بس ضروری ہے کیونکہ ان سے آگاہ ہوئے اور ان کے اصل قصور کا تفصیلی علم حاصل کئے بغیر انسان ان میں شامل ہونے کے خطرہ سے بچ نہیں سکتا۔ یہ اتنا ضروری امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ سب کو ایسے لوگوں سے آگاہ کر دیں تاکہ دوسرے لوگ ان کا طرزِ عمل اختیار کرنے سے محفوظ ہو سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:-

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ (الکہف آیات ۱۰۴ تا ۱۰۷)

ترجمہ:- تو (انہیں) کہہ کہ کیا ہم تمہیں اُن لوگوں سے آگاہ کریں جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے ہیں۔ (یہ وہ لوگ ہیں) جن کی (تمام تر) کوشش اِس ورلی زندگی میں ہی غائب ہو گئی ہے اور (اس کے ساتھ) وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے نشانوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کر دیا ہے اس لئے ان کے (تمام) اعمال گر گر (اسی دنیا میں) رہ گئے ہیں چنانچہ قیامت کے دن ہم انہیں کچھ بھی وقعت نہیں دیں گے۔ یہ ان کا بدلہ یعنی جہنم اس لئے ہو گا کہ انہوں نے انکار کا طریق اختیار کیا اور میرے نشانوں اور میرے رسولوں کو ہنسی کا نشانہ بنایا۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے اعمال ضائع ہونے اور انتہائی گھاٹا پانے والوں میں اُن کا شمار ہونے کی تین ۳ وجوہات بیان فرمائی ہیں کہ ایسے لوگ **اوّل** یہ کہ مامورینِ الٰہی کا انکار کرتے ہیں، **دوم** یہ کہ وہ ان نشانوں کا جنہیں خدا تعالیٰ مامورینِ الٰہی کی صداقت کو آشکار کرنے کے لئے ظاہر کرتا ہے خاطر میں نہیں لاتے اور **سوم** یہ کہ وہ مامورینِ الٰہی کو ہنسی مذاق کا نشانہ بنا کر اُن کی تذلیل اور تحقیر کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے۔ یہ تین ۳ برائیاں ایسی ہیں کہ جو لوگ بھی ان میں ملوث ہوتے ہیں وہ لاکھ اپنی دانست میں بظاہر نیک اور اچھے اعمال بجا لائیں خدا تعالیٰ انہیں قبول نہیں فرماتا اور انہیں ان برائیوں کی بدترین سزا دیتا ہے۔

اِن برائیوں سے بچنے کے لئے انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیک اعمال ہی نہ بجا لائے بلکہ یہ بھی جائزہ لیتا رہے کہ کہیں اس کے اعمال مذکورہ بالا تین برائیوں کی وجہ سے حبط تو نہیں ہو رہے اور وہ کہیں اِن برائیوں میں ملوث ہونے کے نتیجہ میں اپنے آپ کو سب سے بڑی سزا کا مستحق تو نہیں بنا رہا؟ اِس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ وہ یہ دیکھے کہ آیا نیک اعمال بجا لانے کے نتیجہ میں اسے تائید و نصرتِ الٰہی حاصل ہو رہی ہے یا نہیں۔ اگر اس کے اعمال بے نتیجہ اور بے ثمر ثابت ہو رہے ہیں اور تائید و نصرت کا حاصل ہونا تو کجا اُلٹا یہ ظاہر ہو رہا ہو کہ اس کا خدا اس سے ناراض ہے اور وہ ایک چکر کے بعد دوسرے چکر میں پھنستا چلا جا رہا ہو اور ایک ہزیمت کے بعد دوسری ہزیمت اسے پہنچ رہی ہو تو پھر اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ تین برائیاں ہی اپنا اثر دکھا رہی ہیں اور وہ ان کے ناگزیر نتائج سے دوچار ہوتا چلا جا رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین سب کچھ جانتے اور بوجھتے ہوئے اور آنکھوں سے سب کچھ مشاہدہ کرتے ہوئے بھی اِن تین برائیوں میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے گئے۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ وہ تعداد، جتھے اور وسائل کے اعتبار سے بہت زیادہ ہونے کے باوجود بظاہر کمزور اور بے سہارا مٹھی بھر مسلمانوں سے ہزیمت پر ہزیمت اُٹھا رہے ہیں اور ان کی طاقت دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے پھر بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں اور اُس وقت تک ایمان نہ لائے جب تک کہ آخری فیصلہ کی گھڑی نہ آ پہنچی اور جو بچ رہے انہیں پناہ ملی بھی تو لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کے عفوِ عام کے نیچے ہی ملی۔ اُس وقت بڑے بڑے فرعون بھی پکار اُٹھے آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۝

حضرت مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب بہاولپوری کی یاد میں چند قطعات

صاحبِ علم و عمل تھے مولوی عبد اللطیف ۞ حق تعالیٰ کے تھے اک کامل ولی عبد اللطیف
دشمنوں سے بھی کبھی وہ دشمنی رکھتے نہ تھے ۞ پالتے تھے دوستوں کی دوستی عبد اللطیف

عشقِ محمدیؐ نے کیا تجھ کو سرفراز ۞ "دستورِ ارتقاء" ہے ترے ارتقاء کا راز
تفسیرِ سورۂ کہف و دہر و واقعہ ۞ دنیائے علم میں ہے تری وجہِ امتیاز

زاہد و عالمِ دیں خادمِ دینِ اسلام ۞ کاشفِ سِرِّ یقیں صاحبِ کشف و الہام
صاحبِ سیف و قلم مردِ خدا عبد اللطیف ۞ فوجِ مہدیؑ کے علمدار محمدؐ کے غلام

نورِ اوصافِ حمیدہ سے تھے رخشندہ جبیں ۞ حُسنِ اخلاقِ محمدؐ کے تھے اِک آئینہ دار
صاحبِ علمِ لطیفہ حضرتِ عبد اللطیف ۞ صاحبِ حق و صداقت ہو گئے حق پر نثار

جہاں تک ہے حدِ اقصائے عالم ۞ وہاں تک شہرۂ آفاق تھے آپ
رہینِ خدمتِ دینِ مبیں تھے ۞ امینِ دولتِ اخلاق تھے آپ

ڈاکٹر قیس مینائی طبیب فاضل
کاشف لاج ۶۲۷/۱۸ سمن آباد - کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قربانی کی حقیقت اور اس کا فلسفہ

فرمودات حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ الحج کی آیات ۳۵ تا ۳۸ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"قربانی کا طریق ہم نے ہر قوم میں جاری کیا ہے تاکہ وہ ان چوپایوں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائے ہیں اس کا نام لیا کریں اور اس طرح اس کے اس عظیم الشان احسان کا کہ اس نے ان کے لئے خوراک اور سواریاں پیدا کی ہیں۔ کم سے کم زبانی شکریہ ادا کریں۔ حقیقی شکریہ تو یہ ہے کہ جس طرح اس نے ان کی قربانی کے لئے جانور پیدا کئے ہیں وہ اپنے نفس کی قربانیاں اس کے لئے اور اس کے دین کے لئے کریں۔ پس تم بھی ایک خدا کے لئے قربانی کرو۔ اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ تاکہ دنیا میں ایک خدا کی بادشاہت قائم ہو جائے۔ اور اے رسول جو بھی ہمارے حضور میں عجز و انکسار سے رہتے ہیں اور ہمارا نام آتے ہی ان کے دل لرز جاتے ہیں اور مصیبتوں میں وہ صبر کریں اور باجماعت نمازیں ادا کریں اور اپنے اموال غریبوں پر خرچ کرتے رہیں ان کو بتا دو کہ یہی اعلیٰ راستہ ہے جس سے وہ اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی عزت حاصل کر لیں گے......

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ میں اللہ تعالیٰ نے دو امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک تو اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سب مذاہب میں قربانی کا وجود پایا جاتا ہے اور دوسرے یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الٰہی رضا کے لئے بیشتر جانوروں کی قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ پس جن قوموں میں انسانی قربانی کا رواج رہا ہے وہ درحقیقت مذہب کے بگاڑ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جانوروں کی قربانی کا ہی حکم دیا گیا تھا۔ بائیبل کے مطالعہ سے بھی [illegible] ہے کہ قدیم زمانوں میں انسانی قربانی کا رواج ہوا کرتا تھا جو بنی اسرائیل میں ان کے بگاڑ کے زمانے میں جاری ہو گیا تھا انہوں نے بتوں پر اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو قربان کرنا شروع کر دیا......

......قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ رؤیا دیکھا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں جس کی تعمیل میں انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک وادی غیر ذی زرع میں لا کر چھوڑ دیا اور اس طرح عملی رنگ میں اپنے [illegible] انہیں ذبح کر دیا۔ گویا بائبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں انسانی قربانی کو معبود اصل پیش کرتی ہے اور جانور کی قربانی کو اس کا قائم مقام قرار دیتی ہے لیکن اسلام صرف جانوروں کی قربانی کو ہی اصل قربانی قرار دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ ہر مذہب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جانوروں کی قربانی ہی اصل قربانی مقرر کی گئی تھی۔ انسانی قربانی کا جو آگے رواج پیدا ہوا وہ منشاء الٰہی کے خلاف اور مذہب کے بگاڑ کا نتیجہ تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسانی قربانی کا رواج منشاء الٰہی کے خلاف تھا تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رؤیا میں یہ کیوں دکھایا گیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ رؤیا دراصل اپنے اندر تعبیری رنگ رکھتی تھی جیسے بعد میں رونما ہونے والے واقعات نے ظاہر کر دیا اور وہ تعبیر یہ تھی کہ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسمٰعیل کو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ایک ایسی جگہ اور ایسے حالات میں چھوڑ کر آئیں گے کہ جہاں ظاہری حالات کے مطابق ان کی موت یقینی ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرما کر ان کی زندگی کے سامان پیدا کر دے گا اور ان کے ذریعہ سے اس قدیم معبد کو جسے اللہ تعالیٰ دنیا کا آخری معبد بنانا چاہتا تھا آباد کرائے گا تاکہ جس طرح اللہ ازلی اور آخر ہے اسی طرح اس کا گھر یعنی مکہ مکرمہ بھی اول گھر اور آخر گھر بن جائے۔ چنانچہ مسلمانوں میں عید الاضحی کی یادگار کسی ایسے بکرے کی قربانی کے بدلے میں نہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کی ہو بلکہ خود حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی یادگار میں ہے جو بیت اللہ کو آباد رکھنے کے لئے کی گئی اور اس میں کیا شبہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آنا اپنے ہاتھوں قتل کرنے کے مترادف تھا بلکہ حقیقتاً اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ قتل کرنے سے ایک منٹ میں جان نکل جاتی ہے اور اس طرح اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو انہوں نے سسک سسک کر جان دینی تھی۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ رؤیا انسانی قربانی کی ترویج کے لئے نہیں تھا بلکہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دنیا کو یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ اصل قربانی یہ ہے کہ انسان اس غرض سے تکلیف اٹھائے کہ اس کا فائدہ دنیا کو پہنچے۔ پس وہی قربانی اس کی نظر میں مقبول ہو سکتی ہے جو بنی نوع انسان کی زندگی کا موجب ہو۔

اس جگہ یہ امر بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا فرما کر قربانی کی حقیقت اور اس کے فلسفہ پر بھی نہایت لطیف رنگ میں روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ محض قربانی کوئی چیز نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہ جذبہ اخلاص قدر و قیمت رکھتا ہے جو اس قربانی کے پس پشت ہوتا ہے اگر کوئی شخص اعلیٰ درجہ کا دنبہ بھی ذبح کر دیتا ہے لیکن وہ قربانی میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کو مدنظر نہیں رکھتا تو اس کی یہ قربانی خدا تعالیٰ کے حضور ایک پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھ سکتی۔ یہ لطیف نکتہ اللہ تعالیٰ نے مَنْسَكًا کا لفظ استعمال فرما کر بتایا ہے جس کے معنے عربی لغات میں مُتَعَبَّدٌ لِلنَّاسِكِ ذَبْحُ النُّسُكِ مَوْضِعٌ تُذْبَحُ فِيْهِ النَّسِيْكَةُ کے ہوتے ہیں۔ یعنی منسک قربانی کی جگہ کو بھی کہتے ہیں اور قربانی کو بھی کہتے ہیں اور اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں قربانی کی جاتی ہے اور نسیکۃ کا لفظ جو عربی زبان میں قربانی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے نُسُکٌ سے نکلا ہے اور نَسَكَ لِلّٰهِ کے معنے ہیں تَطَوَّعَ بِقُرْبَةٍ وَ تَذَبَّحَ بِنِيَّةٍ (اقرب) یعنی کسی نیک کام کو جس کا اس کو کرنے کا حکم دیا گیا ہو [illegible] کی خوشنودی کے لئے ادا کیا اپنی خوشی اور رضا سے کسی شخص نے سرانجام دیا اور اس نیت سے کام کیا کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اسے حاصل ہو جائے۔ گویا نسیکۃ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ جبر کے ماتحت نہ ہو۔ بلکہ طبعی رغبت، اور ارادہ اور خواہش سے ہو۔ اور محض خالصۃً للہ ہو اور اسی طرح نَسَكَ الثَّوْبَ کے معنے ہوتے ہیں غَسَلَهٗ بِالْمَآءِ فَطَهَّرَهٗ اس نے کپڑے کو پانی سے دھویا اور اس میں سے ہر قسم کی میل نکال دی۔ پس اس آیت میں مَنْسَكًا کا لفظ استعمال فرما کر اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خوشی اور بشاشت قلبی کے ساتھ قربانیوں میں حصہ لو۔ یہ نہ ہو کہ تمہیں کسی کا جبر قربانی پر آمادہ کر رہا ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی قربانی مقبول ہوتی ہے جو بشاشت قلب کے ساتھ کی جائے۔ دوم صرف بشاشت قلب کا مدنظر رکھنا ہی تمہارے لئے ضروری نہیں بلکہ اس سے اگلا قدم یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے قربانیاں کرو اور تیسری بات یہ ہے کہ قربانی کرتے وقت اپنے دل کے تمام گوشوں کو ٹٹول اور دیکھو کہ کیا کسی دنیوی غرض کی ملونی تو اس میں نہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو تمہاری قربانی خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا شرف حاصل نہیں کر سکتی۔ یہ نہایت لطیف اور قیمتی اسباق اللہ تعالیٰ نے محض ایک چھوٹے سے لفظ میں بیان کر دیئے ہیں جن سے فائدہ اٹھا کر انسان اپنی قربانیوں کے اعلیٰ نتائج حاصل کر سکتا ہے......

پھر فرماتا ہے وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ اور قربانی کے بڑے جانوروں کو بھی ہم نے شعائر اللہ قرار دیا ہے یعنی وہ انسان کو خدا تک پہنچاتی ہیں اور ان کے ذریعہ سے دینی اور دنیوی بھلائی ملتی ہے پس قربانی کے وقت ان قربانیوں کو صف در صف کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لیا کرو تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے کام آئیں۔ چنانچہ جب وہ ذبح ہو کر اپنے پہلوؤں پر گر جائیں تو خود بھی ان کا گوشت کھاؤ اور سائل غریب اور مضطر غریب کو بھی کھلاؤ یہ سبیل ہم نے تم کو دیا ہے تاکہ اس کو غریبوں پر خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے جو حج بیت اللہ کے موقعہ پر [illegible] اور بتایا ہے کہ [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف [illegible] وہ لوگ جو حقائق [illegible] ہوتے ہیں [illegible] کرتے ہیں کہ اسلام نے یہ قربانی بغیر کسی حکمت کے رکھی ہے کیوں نہ اس روپیہ کو کسی مفید کام پر لگایا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاری کئے جائیں اور اس طرح قومی ترقی کے سامان کئے جائیں۔ فرض کرو حج کے موقعہ پر چالیس ہزار بکرا ذبح ہوتا ہے اور ایک بکرے کی اوسط قیمت پچیس ۲۵ روپے بھی فرض کی جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے کا بکرا ذبح ہو جاتا ہے۔ پھر اونٹ وغیرہ بھی ہوتے ہیں ان سب کو ملا کر اندازاً دو کروڑ روپیہ ان قربانیوں پر خرچ ہو جاتا ہے پس لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ یہ روپیہ قربانیوں پر ضائع کیا جائے کیوں نہ اس کے بدلہ میں غرباء کی تربیت کا انتظام کیا جائے اور مکہ مکرمہ میں کالج اور سکول وغیرہ جاری کر دیئے جائیں۔ میں ہمیشہ ان کو یہ جواب دیا کرتا ہوں کہ بعض دفعہ قوم پر ایسے اوقات بھی آیا کرتے ہیں جب اسے ایسی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں جو بظاہر بے فائدہ نظر آتی ہیں۔ انہی قربانیوں کی ٹریننگ کے لئے اسلام نے یہ سلسلہ جاری کیا ہے تا کہ ایسے مواقع پر خواہ انہیں کوئی حکمت نظر آئے یا نہ آئے وہ قربانی کرتے چلے جائیں۔ مثلاً اگر کسی ملک میں کوئی اکیلا مسلمان ہو اور وہاں کی حکومت مذہب کے خلاف کوئی جابرانہ حکم دے دے جس سے وہ اسلام کو مٹانا چاہتی ہو۔ تو ایسی صورت میں اسلامی تعلیم کے مطابق وہ یہ نہیں کہے گا۔ کہ جب قربانی کا کوئی فائدہ نہیں تو میں اپنے آپ کو کیوں قربان کروں بلکہ وہ فوراً قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دے گا۔ کیونکہ جب تک وہ اپنے آپ کو قربان نہیں کرے گا۔ دوسروں کے دلوں میں قربانی کی تحریک پیدا نہیں ہوگی۔ وہ اگر پھانسی پر چڑھ جائے گا۔ تو پھر کوئی دوسرا شخص بھی پھانسی کے تختے پر چڑھنے کے لئے نکل آئے گا۔ وہ دوسرا شخص پھانسی دیا جائے گا۔ تو تیسرا شخص نکل آئے گا اور اس طرح قدم بقدم تمام قوم میں ایسا جوش پیدا ہو جائے گا کہ وہ اسلام کی حفاظت کے لئے دیوانہ وار کھڑے ہو جائیں گے اور کفر کو شکست کھانے پر مجبور کر دیں گے.........

خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں ایک ایسا واقعہ نظر آتا ہے جس میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے یہی سبق دیا تھا کہ بعض دفعہ ایسی قربانی بھی کی جاتی ہے کہ جس کا بظاہر کوئی فائدہ نظر نہیں آتا مگر پھر بھی قوم کو قربانی میں حصہ لینا پڑتا ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے صلح کر لی تو صحابہؓ کے اندر اس قدر بے چینی پیدا ہوئی کہ حضرت عمرؓ جیسا آدمی بھی گھبرا گیا اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم حج کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ مگر یہ کب کہا تھا کہ اسی سال کریں گے۔ غرض صحابہؓ کے لئے یہ ایک بہت بڑا صدمہ تھا جس سے انہیں دوچار ہونا پڑا۔ اسی لئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قربانیاں یہیں ذبح کر دو تو وہ حیران ہوئے کہ ہمیں یہ کیا حکم دیا گیا ہے۔ قربانی تو مکہ میں ہونی تھی اور پھر عمرہ یا حج کے بعد ہونی تھی۔ مگر ہمیں یہیں قربانی کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے جب ہم مکہ گئے ہی نہیں۔ خانہ کعبہ کا ہم نے طواف نہیں کیا۔ عمرہ یا حج نہیں کیا تو قربانی کیسی۔ جب صحابہؓ قربانیاں کرنے میں متامل ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنی ایک بیوی سے فرمایا کہ آج تیری قوم کو میں نے یہ حکم دیا تھا مگر اس نے میری اس بات کو نہیں مانا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ انہوں نے محبت کی کمی کی وجہ سے ایسا نہیں کیا بلکہ اس صدمہ کا ان کی طبیعتوں پر اس قدر اثر ہے کہ وہ اپنے حواس میں نہیں رہے۔ آپ اپنی قربانی کو ذبح کرنا شروع کر دیجئے اور صحابہؓ سے کچھ نہ کہیں۔ پھر دیکھیں کہ اس کا کیا اثر ہوتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا۔ آپ نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور سیدھے اپنی قربانی کی طرف گئے۔ آپ کا اپنے اونٹ کو نیزہ مارنا تھا کہ صحابہؓ دیوانہ وار اٹھے اور اپنی قربانیاں ذبح کرنے لگ گئے۔ اب دیکھو یہ قربانی بظاہر بے معنی تھی۔ صحابہؓ مکہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا تھا۔ انہوں نے عمرہ یا حج نہیں کیا تھا مگر پھر بھی انہوں نے اپنی قربانیاں ذبح کر دیں۔ ایسا کیوں ہوا؟ صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ اگر لوگ تمہیں بیت اللہ تک نہیں جانے دیتے تو جہاں انہوں نے تمہیں روک دیا ہے تم وہیں قربانی کر دو اور سمجھ لو کہ یہی مقام خدا تعالیٰ کا گھر ہے۔ غرض یہ بھی بظاہر ایک بے معنی قربانی تھی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اس قربانی کا حکم دیا اور اس طرح بتا دیا کہ خواہ کوئی قربانی تمہیں کتنی ہی بے مصرف دکھائی دیتی ہو تمہارا کام ہچکچاہٹ کا اظہار کرنا نہیں۔ تمہارا کام قربانیوں کی آگ میں اپنے آپ کو جھونک دینا ہے۔ تمہیں خدا نے اپنے دین کا سپاہی بنایا ہے تمہارے ہاتھوں پر کفر اور شیطنت کی شکست مقدر ہے تم کام کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ پس تمہارا جرنیل تمہیں جو کچھ کہتا ہے تم کرو۔ اور جس طرف تمہیں لے جانا چاہتا ہے اس کے پیچھے جاؤ۔ یہی روح ہے جس کے نتیجہ میں تمہیں خیر و برکت حاصل ہوگی اور جس کے بعد دنیا کی کوئی قوم تمہارے مقابلہ میں کھڑی نہیں ہو سکے گی۔

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)..... یاد رکھو قربانیوں میں یہ حکمت نہیں کہ ان کا گوشت یا ان کا خون خدا تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ ان میں حکمت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور وہ تقویٰ خدا تعالیٰ کو پسند ہے۔ بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ نعوذ باللہ ہندوؤں کے دیوتاؤں کی طرح خون کا پیاسا اور گوشت کا بھوکا ہے؟ کہ وہ جانوروں کی قربانی کرنے کا حکم دیتا ہے اور ان کی جان کی قربانی کو شوق سے قبول فرماتا ہے اور قربانی کرنے والوں کو بہشت کی بشارت دیتا ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ دیا ہے کہ قربانیوں میں یہ حکمت نہیں کہ ان کا گوشت یا ان کا خون خدا تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے انسانی قلب میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور وہ تقویٰ خدا تعالیٰ کو پسند ہے۔ پس وہ لوگ جو بکرے یا اونٹ یا گائے کی قربانی کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پا لیا وہ غلطی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے کہ یہ کوئی چیز نہیں کہ خود ہی جانور ذبح کیا اور خود ہی کھا لیا اس سے اللہ تعالیٰ کو کیا۔ یہ تو تصویری زبان میں ایک حقیقت کا اظہار ہے۔ جس کے اندر بڑی گہری حکمت پوشیدہ ہے جیسے مصور ہمیشہ تصویریں بناتے ہیں۔ مگر ان کی غرض صرف تصویر بنانا نہیں ہوتی بلکہ ان کے ذریعہ قوم کے سامنے بعض اہم مضامین رکھنے ہوتے ہیں۔ چنانچہ کبھی وہ زنجیر بناتے ہیں جس سے مراد قومی اتحاد ہوتا ہے اور کبھی وہ طلوع آفتاب کا نظارہ دکھاتے ہیں اور اس کا مطلب قومی ترقی ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ ظاہری قربانی بھی ایک تصویری زبان ہے جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جانور ذبح کرنے والا اپنے نفس کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہے پس جو شخص قربانی کرتا ہے وہ گویا اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دوں گا۔ اس کے بعد دوسرا قدم یہ ہوتا ہے کہ انسان جس امر کا تصویری زبان میں اقرار کرے عملاً بھی اسے پورا کر کے دکھا دے۔ کیونکہ محض نقل جس کے ساتھ حقیقت نہ ہو کسی عزت کا موجب نہیں ہو سکتی.........

....

(باقی)

دفتر اطفال وقف جدید اور ہمارا فرض

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ ۱۹۷۷ء پر تشریف لانے والے خدام اور قائدین کرام اس بات سے آگاہ ہیں کہ اجتماع کے موقعہ پر خدام سے الوداعی خطاب فرماتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تمام خدام کو عموماً اور قائدین مجالس و اضلاع و علاقہ کو خصوصاً اس طرف توجہ دلائی تھی کہ دفتر اطفال وقف جدید کی وصولی کے لئے خصوصی کوشش کرنے کی ضرورت ہے

دفتر اطفال کے لئے امسال ایک لاکھ روپے کا ٹارگٹ مقرر ہے۔ سال کے دس ماہ سے زائد گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک وصولی صرف تیس ہزار روپے کے قریب ہے۔ اسی طرح بقایا تقریباً ستر ہزار روپے ہے۔ سال ختم ہونے میں اب صرف ڈیڑھ ماہ باقی ہے۔ اور ہم نے ایک لاکھ روپے کا یہ ٹارگٹ ۳۱ دسمبر تک پورا کرنا ہے (انشاء اللہ) اس ٹارگٹ کو وقت پر پورا کرنے کے لئے اور اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے اور اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور سرخروئی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کام کی طرف خصوصی توجہ دیں اور اس باقی ماندہ عرصہ میں خاص کوشش اور جدوجہد کریں۔

خاکسار اس نوٹ کے ذریعہ قائدین علاقہ، قائدین اضلاع اور تمام قائدین مجالس کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ وہ اس کام کی اہمیت کو سمجھیں۔ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور اس جوش اور لگن اور شوق کے ساتھ کام کریں کہ ہم وقت مقررہ کے اندر اندر یہ ٹارگٹ پورا کر سکیں۔

خدا تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق بخشے اور ہمارے کام میں برکت ڈالے۔ آمین!

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست دعا

محترم ملک عبدالمالک صاحب صدر حلقہ سول لائن لاہور کچھ عرصہ سے بعارضہ شدید دمہ کھانسی اور بخار بیمار ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل شفا عطا فرمائے۔ (آمین)

(عبدالرب ۴۳ لم عبدالکریم روڈ۔ لاہور۔ ۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:-
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۲۳۳۱۶

میں بیگم بی بی زوجہ چوہدری غلام مصطفٰے صاحب قوم گوجر پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۶/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

نقد ۴۰۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۴۰/- روپے ماہوار آمد بصورت خوراک خرچ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ بیگم بی بی محلہ احمدیہ کھاریاں شہر۔
گواہ شد۔ منور احمد خورشید مربی سلسلہ احمدیہ۔
گواہ شد۔ چوہدری شریف احمد ولد چوہدری محمد خان صاحب محلہ شرقی کھاریاں۔

مسل نمبر ۲۳۳۱۷

میں چوہدری نور داد ولد چوہدری غلام محمد صاحب قوم گوجر پیشہ زمینداری عمر ۶۶ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

مکان برقبہ ۷ ۱/۲ مرلہ مالیتی ۱۰۰۰۰/- روپے
زرعی زمین ۱۳ ایکڑ واقع وہاڑی مالیتی ۲۵۰۰۰/- روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ نور داد محلہ شمالی کھاریاں۔
گواہ شد۔ منور احمد خورشید مربی سلسلہ احمدیہ کھاریاں۔
گواہ شد۔ چوہدری محمد شریف محلہ ستارپورہ کھاریاں۔

مسل نمبر ۲۳۳۱۸

میں غلام فاطمہ زوجہ تاجدین صاحب قوم مغل پیشہ تجارت عمر ۶۵ سال۔ بیعت ۱۹۵۴ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۷/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر ۴۰۰/- روپے اور مزید ۶۰۰/- روپے کل ۱۰۰۰/- روپے بذمہ خاوند۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ غلام فاطمہ۔ فیکٹری ایریا آرہ مشین۔ ربوہ۔
گواہ شد۔ تاج دین۔ وصیت ۱۵۲۷۰ خاوند موصیہ۔
گواہ شد۔ مشتاق احمد ولد تاج دین صاحب پسر موصیہ۔

درخواست دعا

میرے ہم زلف مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب عارف والا کی پوتی ہما کافی دنوں سے بیمار ہے نیز مکرم مرزا خورشید بیگ صاحب کی اہلیہ بیمار ہیں۔ احباب کرام سے ہر دو کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔
(رانا مبارک احمد۔ بہاولپور)

ٹنڈر نوٹس

پر بنیج آئیٹم ریٹ کمپوزٹ شیڈول آف ریٹ ۱۹۷۴ء اور سنٹرل ریجن شیڈول آف ریٹ ۱۹۶۴ء کے مطابق ٹنڈر برائے مندرجہ ذیل کام ازاں محکمہ بلڈنگ کے منظور شدہ ٹھیکیداران جنہوں نے سال ۱۹۷۷ء کی فیس ٹھیکیداری جمع کرادی ہو مطلوب ہیں۔ ٹنڈرز زیر دستخطی کے دفتر میں مورخہ ۱۹/۱۱/۷۷ بوقت ساڑھے گیارہ بجے قبل از دوپہر لئے جائیں گے اور ان ٹھیکیداروں یا ان کے مجاز نمائندوں کی موجودگی میں کھولے جائیں گے جو کہ وقت مقررہ پر موجود ہوں گے۔ مشکوک ٹنڈر یا بلا ضمانت ٹنڈر یا بذریعہ تار قابل قبول نہ ہوگا۔ زر ضمانت بشکل چالان خزانہ یا کال ڈیپازٹ قبول کی جائے گی۔ زیر دستخطی کسی ایک یا تمام ٹنڈروں کو بلا تشہیر وجوہات مسترد کرنے کا مجاز ہوگا۔ کام کی تفصیلات اور ٹھیکے کی شرائط دفتر ہذا سے دفتری اوقات میں معلوم کی جاسکتی ہیں۔ ٹنڈر فارم ڈویژنل ہیڈ کلرک صاحب سے بعد ادائیگی قیمت ۱۷/- کو حاصل کئے جاسکیں گے۔

نمبر شمار	نام کام	تخمینہ	زر ضمانت	میعاد کام
۱	گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ جھنگ میں ٹیوب ویل لگانا۔	۲۵۰۰۰/-	۵۰۰/-	تین ماہ
۲	گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ جھنگ میں ایک کمرہ پر مشتمل چوکیدار کے لئے درجہ چہارم کے رہائشی کوارٹر کی تعمیر۔	۲۵۰۰۰/-	۵۰۰/-	تین ماہ
۳	گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ میں تین بڑے دروازوں کی تعمیر مع ستون۔	۲۵۲۵۰/-	۶۰۰/-	تین ماہ
	جھنگ پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن میں گورنمنٹ عمارات کی سالانہ مرمت			
۴	گروپ نمبر I	۱۶۷۰۰/-	۳۵۰/-	۲۸ فروری ۱۹۷۸ء تک
	گروپ نمبر II	۱۴۵۰۰/-	۳۰۰/-	"
	گروپ نمبر III	۱۲۰۰۰/-	۲۶۰/-	"
	گروپ نمبر IV	۱۳۰۰۰/-	۲۶۰/-	"
	گروپ نمبر V	۱۲۰۰۰/-	۲۴۰/-	"
۵	چنیوٹ پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن میں گورنمنٹ عمارات کی سالانہ مرمت			
	گروپ نمبر I	۱۰۰۰۰/-	۲۰۰/-	۲۸ فروری ۱۹۷۸ء تک
	گروپ نمبر II	۹۰۰۰/-	۲۰۰/-	"
۶	شورکوٹ پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن میں گورنمنٹ عمارات کی سالانہ مرمت			
	گروپ نمبر I	۱۴۰۰۰/-	۳۰۰/-	۲۸ فروری ۱۹۷۸ء تک
	گروپ نمبر II	۱۳۰۰۰/-	۳۰۰/-	"
	شورکوٹ پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن میں گورنمنٹ عمارات کی سالانہ مرمت			
	گروپ نمبر III	۱۰۰۰۰/-	۲۰۰/-	۲۸ فروری ۱۹۷۸ء تک
	گروپ نمبر IV	۹۰۰۰/-	۲۰۰/-	"
	گروپ نمبر V	۱۰۰۰۰/-	۲۰۰/-	"

ایگزیکٹو انجینئر
پراونشل بلڈنگ ڈویژن جھنگ

IPL 4894

الفضل میں اشتہار دے کر اور اس کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش فرما کر آپ ادارہ الفضل سے گراں قدر تعاون فرماسکتے ہیں۔
(مینجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسان کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کر کے اُمّتِ واحدہ بنانے کی ذمہ داری ہم پر ڈالی ہے

اس ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم قربانیوں اور دعاؤں کے ساتھ اپنی زندگیوں میں عظیم روحانی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کریں

لجنہ اماء اللہ کے مرکزی سالانہ اجتماع سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع میں ۵ نومبر ۱۹۷۷ء کو سوا گیارہ بجے قبل دوپہر جو بصیرت افروز خطاب فرمایا اس کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:-

حضور نے اپنے خطاب کے آغاز میں فرمایا ہم خوش ہیں اور ہمارے قلوب اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہیں کہ تین سال کے وقفہ کے بعد جماعت کی مختلف تنظیموں کو جن میں لجنہ اماء اللہ بھی شامل ہے اپنے سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔ اس کے لئے ہم حکومت کی اس نئی انتظامیہ کے بھی ممنون ہیں جس نے یہ اجتماع منعقد کرنے کی ہمیں اجازت دی۔ اللہ تعالیٰ اسے جزا دے اور ان کی بہتری اور بھلائی کے سامان پیدا فرمائے آمین۔

حضور نے فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ اس اجتماع میں لجنات اس کثرت سے شامل نہیں ہوئیں جس کثرت سے وہ آج سے چار سال پہلے شامل ہوا کرتی تھیں حالانکہ ہمارا تو ہر قدم بہرحال آگے ہی بڑھنا چاہیئے میرے نزدیک اس سلسلے میں مرکزی لجنہ پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس نے بار بار لجنات کو تاکید اور تحریک نہیں کی کہ وہ بہرحال اس موقع پر مرکز میں ضرور آئیں خواہ اجتماع کی اجازت ملے یا نہ ملے۔ ربوہ تو ہمارا مرکز ہے اور بہت سی برکتیں اس کے ساتھ وابستہ ہیں اس لئے خواہ اجتماع ہو یا نہ ہو یہاں بہرحال ویسے بھی کثرت کے ساتھ آنا چاہیئے۔ یہاں آکر ایک دوسرے سے تعاون حاصل ہوتا ہے اور جو ترقیات اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو عطا فرما رہا ہے ان کا علم ہوتا ہے اور دعاؤں کا بھی موقع ملتا ہے۔ غرض مرکز میں آنا ہر لحاظ سے برکت کا موجب ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ نوعِ انسانی کی زندگی میں ایک عظیم روحانی انقلاب آنا شروع ہوا ایسا انقلاب کہ نہ اس سے پہلے کبھی انسانی آنکھ نے دیکھا تھا اور نہ بعد میں قیامت تک اس کی کوئی اور مثال مل سکتی ہے۔ آپ کی بعثت کا زمانہ کسی ایک قوم یا چند اقوام تک محدود نہ تھا بلکہ قیامت تک ممتد تھا اور دُنیا کے سارے انسان آپ کے مخاطب تھے۔ آپ نے بتایا تھا کہ اس انقلابِ عظیم کے دو بڑے حصے ہوں گے ایک دَورِ اوّل اور دوسرا دورِ آخر۔ دَورِ اوّل میں یہ انقلاب متواتر تین صدیوں تک ترقی کرتا چلا گیا حتّٰی کہ اتنے عروج کو پہنچ گیا کہ وہ اقوام بھی جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا اسلامی یونیورسٹیوں میں آکر علوم سیکھنے لگیں لیکن خیر القرون کے بعد کچھ سستی اور کمزوری کے آثار پیدا ہو گئے لیکن اس کمزوری کے دَوران بھی ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے مستفیض ہونے والوں کا دریائے عظیم نظر آتا ہے۔

حضور نے فرمایا قرآن کریم، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّتِ مسلمہ کے دیگر بہت سے بزرگوں نے یہ بشارت دی تھی کہ اسلام کے ذریعے بپا کردہ روحانی انقلابِ عظیم کا آخری دَور مسیح موعود کے زمانے سے وابستہ ہے اس دَور کی بہت سی علامتیں اور نشانیاں بتائی گئی تھیں جو کہ سب کی سب اس زمانہ میں پوری ہو گئیں۔ اس دَور میں یہ مقدر ہو چکا ہے کہ تمام نوعِ انسان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اُمّتِ واحدہ بن جائیں۔ یہی مسیح موعود کی بعثت کا مقصد ہے۔ اس زمانہ میں دُنیا میں جتنی بھی انقلابی تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں وہ سب اس مقصد میں ممد و معاون ثابت ہو رہی ہیں چنانچہ پریس اور رسل و رسائل کی اور آمد و رفت کی نئی سہولتیں اور ایجادیں سب نوعِ انسان کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کا موجب بن رہی ہیں۔

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہم پر جو عظیم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں ہم سب کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے افراد کو اپنے درختِ وجود کی شاخیں قرار دیا ہے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم اپنے عملی نمونے سے بھی حقیقتاً آپ کے درختِ وجود کی شاخیں بن جائیں مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے اپنی زندگیوں میں ایک عظیم روحانی انقلاب بپا کریں ایسا انقلابِ عظیم کہ جسے دیکھ کر ایک دنیادار یہ سمجھے کہ واقعی یہ مخلوق ہم سے علیحدہ کوئی مخلوق ہے جو دُنیا کے گندے اثر کو بالکل قبول نہیں کرتی۔

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کو بعض شرائط کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے وہ اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ تم میری راہ میں ہر قسم کی قربانیاں پیش کرو اور اپنی زندگیوں میں عظیم انقلاب بپا کرو اس کے نتیجہ میں تمہیں میرا پیار اور رضا حاصل ہو جائے گی۔ تب تم جس راہ پر گامزن ہو اس پر ہنستے مسکراتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاؤ گے اور کوئی بڑے سے بڑا ابتلاء اور دُکھ بھی تمہیں صراطِ مستقیم سے اِدھر اُدھر نہ کر سکے گا۔

آخر میں حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد جو عظیم کام کیا ہے بظاہر یہ اتنا مشکل کام ہے کہ ہم محض اپنی تدبیر اور اپنی طاقت سے اور اپنی قربانیوں سے اسے سرانجام نہیں دے سکتے اسی لئے میں ہمیشہ یہ کہتا ہوں اور اب بھی یہی کہتا ہوں کہ دعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرو تا اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے باقی جو کمی رہ جائے اسے اپنے فضل سے پورا کر دے وہ بڑی قدرتوں والا خدا ہے اس کے سامنے کوئی چیز اَن ہونی نہیں۔ اس کا یہی وعدہ ہے کہ جتنا تم کر سکتے ہو وہ کرو پھر جو باقی رہ جائے گا وہ میں خود کر دوں گا مگر حتی المقدور کوشش کرنے کی ذمہ داری تو بہرحال ہم پر ہی عائد ہوتی ہے اس لئے میں آپ میں سے ہر ایک کو یہی کہتا ہوں کہ اپنے اس مقام کو سمجھو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے عظیم روحانی انقلاب کو عروج پر پہنچانے کا کام اب آپ کے سپرد ہے آپ پہلے اپنی زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب بپا کریں ہر ممکن کوشش اور قربانی پیش کریں اور پھر یہ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت دے طاقت دے۔ دعا کی توفیق دے اور پھر اس دعا کو قبول کرے اور شیطانی وسوسوں سے آپ کو محفوظ رکھے روح القدس سے آپ کی تائید کرے اور جس غرض کے لئے اس نے آپ کو پیدا کیا ہے خدا کرے کہ آپ اس غرض کو پورا کرنے والی ہوں۔

حضور کا یہ بصیرت افروز خطاب نصف گھنٹہ تک جاری رہا جس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور پھر واپس تشریف لے گئے۔

ضرورت ہے

پشاور برانچ کے لئے ایک اکاؤنٹ اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔ معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ ٹائپ کا کام جاننے والے کو ترجیح دی جائے گی۔

ماڈرن موٹرز لمیٹڈ

فخر عالم روڈ۔ پشاور کینٹ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴